یمن کا مغربی ساحل: پروپیگنڈے اور حقیقی مقاصد کے درمیان!

تحریر: استاد ہمدان العمرانی – ولایہ یمن

(ترجمہ)

یمنی سرکاری افواج نے گزشتہ اکتوبر کے آغاز میں باب المندب کے علاقے 'ذو باب' اور 'کہبوب' کے پہاڑوں پر دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ حوثیوں کے اس علاقے پر قابض ہونے کے تقریباً ایک ماہ بعد یہ پیش قدمی "فجرِ یمن" نامی ایک فوجی آپریشن کے تحت کی گئی تھی۔ حکومت کے بقول اس آپریشن کا مقصد حوثیوں کے زیرِ تسلط ان علاقوں کو واپس لینا تھا جو حال ہی میں اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ ان کے مطابق اس کارروائی کی حتمی منزل دارالحکومت صنعاء تک پہنچنا اور ریاستی اداروں کی بحالی تھا۔ یہ تمام پیش رفت یمن میں جاری مسلسل فوجی کشیدگی کے ماحول میں ہو رہی ہے۔ اپریل 2022ء میں اقوامِ متحدہ کے فائر بندی کے اعلان کے بعد قائم ہونے والے نسبتاً پرسکون دور کے ختم ہونے کے بعد سے یہ اب تک کا سب سے بڑا فوجی تصادم قرار دیا جا رہا ہے۔

اتوار 15 نومبر 2026ء کو جنوبی الکعمالقہ بریگیڈ، شبوہ ڈیفنس فورسز، الصاعقہ بریگیڈ اور دیگر دستوں نے ساحلی علاقوں 'المضاربہ' اور 'رأس العارہ' سے پیچھے ہٹنے کا اعلان کیا۔ یہ فورسز 'خور عمیرہ' اور 'السقیا' کے راستے عدن کی طرف منتقل ہو گئیں۔ اس انخلاء کے حوالے سے مقامی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے بیانات میں واضح اختلاف دیکھا گیا۔ شایع الزندانی کی وزارت میں نئے تعینات شدہ وزیرِ اطلاعات سالم ثابت العولقی نے اسے فوجی نقل و حرکت کا نام دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس کا مقصد جنگی صلاحیت میں اضافہ، اہم علاقوں کو محفوظ بنانا اور رسد کی لائنوں کو مستحکم کرنا ہے۔ انہوں نے تعز شہر کا محاصرہ ختم کرنے کے لیے اس قدم کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ تمام محاذوں پر ملٹری اور سیکیورٹی دستے حاصل شدہ کامیابیوں کی حفاظت، ریاستی طاقت کی بحالی اور حوثی بغاوت کے خاتمے کے لیے ایک صف میں کھڑے ہیں۔ میدانِ جنگ کی تبدیلیاں ان کے عزم، تنظیم اور ثبات کو مزید مضبوط ہی کریں گی۔ اس کے برعکس یمنی ملٹری اور اسٹریٹجک ماہر برگیڈیئر ثابت حسین صالح کی رائے میں یہ انخلاء ایک عسکری ناکامی ہے۔ اس کے نتیجے میں حوثیوں کو میدانی، اسٹریٹجک اور اخلاقی فتوحات حاصل ہو سکتی ہیں۔ سچ یہ ہے کہ آج کا دن گزرے ہوئے کل سے کتنا ملتا جلتا ہے! یہ کوئی پہلا اسٹریٹیجک انخلاء یا نقل و حرکت نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی متعدد بار ایسے انخلاء ہو چکے ہیں جن کے دوران حوثیوں نے اپنے زیرِ اثر علاقوں میں توسیع کی ہے۔

دوسری طرف حوثیوں کے نقطہ نظر کے مطابق صنعاء کی 'سبأ' نیوز ایجنسی نے اس واقعے کو "مغربی ساحل کی مکمل آزادی" اور اتحاد کی حمایتی فورسز کی شکست قرار دیا۔ ایجنسی نے وضاحت کی کہ یہ پیش قدمی المضاربہ کے علاقے میں 'خرز' کے محاذ پر ایک کامیاب فوجی گھراؤ کے نتیجے میں ممکن ہوئی، جس نے ان فورسز کو فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔

خبر رساں ادارے 'رائٹرز' نے اس پیچھے ہٹنے کو سعودی عرب کی حمایت یافتہ فوجی مہم کا ایک بڑا دھچکا قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ ساحل کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے چھ ہفتوں سے جاری جوابی حملے کے خاتمے کو ظاہر کرتا ہے۔ مغربی میڈیا نے باب المندب پر حوثیوں کے قبضے اور آبنائے ہرمز میں سمندری آمدورفت کو روکنے کی ایرانی کوششوں کو ایک دوسرے سے جوڑا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ یہ "دوہرا دباؤ" (Double pressure) خلیجی تیل پیدا کرنے والے ممالک کو نہر سویز کی طرف جانے والی اہم سمندری گزرگاہوں سے الگ تھلگ کر دیتا ہے۔ 'فرانس پریس' نیوز ایجنسی نے عسکری و سرکاری ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ حوثی فورسز اب عدن شہر سے صرف 60 تا 80 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہیں۔ اس صورتِ حال کے باعث سرکاری افواج شہر کے گرد مورچے بنانے اور خندقیں کھودنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ 'العربی الجدید' اور 'القدس العربی' اخبارات نے ملٹری ذرائع اور تجزیہ کاروں کے حوالے سے لکھا کہ 'ذو باب' اور 'باب المندب' میں موجود فورسز کو محاصرے کا شدید خطرہ لاحق تھا۔ لحج کے علاقوں 'خرز' اور 'خور عمیرہ' کی طرف حوثیوں کی پیش قدمی کی وجہ سے عدن سے آنے والی رسد کی لائنیں کٹنے کا خدشہ تھا۔

سعودی اور عرب اخبارات، مثلاً 'الجزیرہ' میں شائع ہونے والے تجزیوں نے اس انخلاء کی وجہ مقامی فورسز کے ڈھانچے میں موجود اندرونی اختلافات کو قرار دیا ہے۔ ان میں قیادت کی کثرت، لڑاکا دستوں میں کمزور ہم آہنگی، اور زیادہ باقاعدہ تنخواہیں پانے والے دوسرے دستوں کے مقابلے میں محاذوں سے بڑی تعداد میں افراد کی غیر حاضری شامل ہے۔ دوسری طرف، سرکاری اور جنوبی فورسز نیز سدرن ٹرانزیشنل کونسل کے میڈیا نے اسے ایک دفاعی حکمتِ عملی قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ بنیادی ترجیح دارالحکومت عدن اور جنوبی اضلاع کو محفوظ بنانا، اور رأس العارہ اور المضاربہ میں دفاعی لائنوں کو دوبارہ منظم کرنا ہے۔ ساتھ ہی تعز شہر کا محاصرہ ختم کرنے کے لیے الوازعیہ اور کہبوب جیسے دیگر محاذوں پر آپریشنز جاری رکھنے پر زور دیا گیا، جیسا کہ 'الجزیرہ ڈاٹ نیٹ' نے ذکر کیا ہے۔ جبکہ 'المخا سینٹر فار اسٹڈیز' کا کہنا ہے کہ یہ انخلاء اچانک اور سراسیمگی کے عالم میں ہوا، جس کی وجہ سے گرفتاریوں کے خوف سے مقامی لوگوں نے 'الخوخہ' کی طرف نقل مکانی کی۔ اس صورتِ حال نے یمنی حکومت کے دھڑوں اور اتحاد کے درمیان پوشیدہ سیاسی اختلافات کے وجود پر سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ برطانوی ویب سائٹ 'مڈل ایسٹ آئی' کے مطابق اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ یہ انخلاء طاقت کی تقسیم کے زمینی واقعے کو مضبوط کرے گا اور تعز کا محاصرہ ختم کرنے کی امیدوں کو ختم کر دے گا۔

حزب التحریر کے امیر، جلیل القدر عالم عطاء بن خلیل ابو الرشتہ کی طرف سے 27 ستمبر 2026ء کو جاری کردہ سوال کے جواب "یمن میں ملٹری پیش رفت کے ابعاد" پر غور کرنے والا شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس میں بیان کیا گیا تھا:"(یمن کے مغربی ساحل پر حوثیوں کے حملوں اور پورے ساحل پر ان کے تقریباً مکمل قبضے پر تدبر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کے باوجود نہ تو امریکہ عدن میں یمنی حکومت کی مدد کے لیے آگے بڑھتا ہے اور نہ ہی سعودی عرب، حالانکہ حوثیوں کے حملوں سے وہ خود بھی متاثر ہوئے ہیں...پس یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ یمن کے بیشتر مغربی ساحل پر حوثیوں کا قبضہ امریکی اور سعودی رضامندی سے ہے۔ اور بظاہر یہ قبضہ درج ذیل تین مقاصد سے باہر نہیں ہے: 1- یمن کی حکومت میں حوثیوں کو شریک کرنا اور حکومت میں ان کو بنیادی کردار دینا، اور پھر یمن میں انگریزوں کے ایجنٹوں کو تدریجاً حکومت سے الگ کرنا... 2- یہ اقدام ایران کی حکومت کو ترغیب دینے اور امریکہ کے بارے میں ان کے موقف میں لچک پیدا کرنے کی ایک تمہید ہے... 3- یہ ایک جنگجو کے لیے عارضی وقفے کی مانند ہے، کیونکہ امریکہ کو مڈ ٹرم انتخابات کا سامنا ہے...)"

ساحل سے سرکاری فورسز کے انخلاء سے دس دن پہلے ان انتخابات کے نتائج کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور اب حوثیوں کا پھیلاؤ اور یمن کے سب سے اہم ساحلی پٹی پر ان کا مکمل کنٹرول جو باب المندب کی نگرانی کرتا ہے، بالکل واضح ہو چکا ہے۔ اس جوابِ سوال پر غور کرنے والا شخص یمن کے تمام معاملات میں بین الاقوامی دلچسپی اور وسیع بین الاقوامی مداخلت کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

یہ صورتِ حال یمن کے لوگوں پر اپنے مقامی اور علاقائی آلات کے ذریعے جاری امریکی اور برطانوی کشمکش کے شدید تصادم کو بے نقاب کرتی ہے۔ اور یہ کہ یمن کے لوگ طویل سالوں سے اس تصادم کا ایندھن بنے ہوئے ہیں اور شدید مصائب جھیل رہے ہیں۔ ان جنگوں کا نتیجہ جانوں کے ضیاع، خون ریزی، وسائل کی تباہی، اہل ایمان کے درمیان فاصلوں میں اضافے، تفرقے کے پھیلاؤ اور ان کی قوت کو کمزور کرنے کے سوا کچھ نہیں نکلا، جو صرف کافر استعمار کی خدمت ہے! اس لیے یمن کے لیے ان آلات سے نجات حاصل کیے بغیر کوئی راستہ نہیں ہے جو ان متصادم استعمار کاروں کو باقی رہنے اور اپنا نفوذ و تسلط پھیلانے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اور یہ کام صرف حزب التحریر کے ساتھ مل کر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کے قیام کی جدوجہد کے ذریعے ہی ممکن ہے، جس کا وعدہ اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا ہے:﴿ **وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ** ﴾(ترجمہ: "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے، اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ زمین میں ان کو ضرور جانشینی (حکومت) عطا فرمائے گا") (سورۃ النور: 55)

اور جس کی خوشخبری رسول اللہ ﷺ نے دی ہے:«**ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ**» "پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہوگی"(أحمد)

ہم یمن کے عقل مند اور فہمیدہ لوگوں کو، جن کے ایمان، حکمت اور فقہ کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے، دعوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ قوی و عزیز کے وعدے اور اس کے رسول ﷺ کی بشارت کو پورا کرنے کے لیے ہمارے ساتھ مل کر کام کریں، تاکہ ہم دونوں جہانوں میں کامراں ہو جائیں اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔